حضرت خلیفۃ المسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لاہور کو روانگی

احباب کو یہ خبر بذریعہ اخبارات پہنچتی رہی ہے کہ حضرت امیر المومنین کی طبیعت نصیب اعداء علیل رہتی ہے یہ علالت بہت لمبی ہو گئی اور حضور اس کی وجہ سے بہت کمزور ہو گئے۔

حضور کی بیماری ہماری ہی شامت اعمال کا نتیجہ ہے کیونکہ وہ برکات اور فیوض جو کہ ہم اس مقدس اور اولوالعزم سے حاصل کرتے تھے ان سے محروم ہو گئے۔ آپ کے مقدس وجود سے جو معارف قرآنیہ کے میٹھے چشمے بہتے تھے اور ہم اپنے زنگ آلود دلوں کو اس سے صاف کرتے تھے اور اپنی پیاس بجھاتے تھے۔ آپ کی صحبت میں بیٹھتے اور وہ انوار سماویہ جو اس مقدس وجود پر اترتے ہم اس سے حصہ لیتے آپ کی دعاؤں سے فیضیاب ہوتے۔ ہمارے گناہوں نے آخر ہمکو دارالابتلا میں ڈالا اور ان مذکورہ بالا نعمتوں کو ہماری آنکھوں سے کچھ عرصے کے لئے اوجھل کر دیا۔ تاکہ ہمکو خدا کی رحمتوں اور اس مقدس وجود کی شفقتوں کی قدر ہو۔ میں اگر حضرت امیر المومنین کے فیوض کو لکھنے کیلئے بیٹھوں تو اس کے لئے ایک علیحدہ مستقل کتاب کی ضرورت ہو گی۔ بہر حال یہ مسلمہ بات ہے کہ حضور کا وجود ہماری جماعت کیلئے ایک باعث رحمت وجود ہے

نعمتیں انسان سے اسکی کسی غلطی اور گناہ کے عوض میں ہی چھینی جاتی ہیں۔ بہر حال ہم سب آدم تھے ہمارے لئے حضرت کا وجود جنت تھا اس میں علوم قرآنیہ کے چشمے نکلتے تھے اس چہرے میں خدا کی تجلیات کا جلوہ تھا۔ اس سے نور ایمان کی روشنی ملتی تھی۔

اس کی نیم شبی دعاؤں کے سایہ میں ہم پرورش پاتے تھے۔ افسوس ہم اپنی غلطیوں کی وجہ سے اس جنت سے محروم کر دیئے گئے۔ لیکن یہ سچ بات ہے کہ ہم اگر سچی تبدیلی پیدا کرینگے اور دعاؤں میں لگ جائینگے تو ضرور ضرور خدا کے فضل سے پھر اس جنت کو حاصل کرینگے

الحمد للہ ہم نے اس غلطی کو محسوس کر لیا ہے ایک خاص تبدیلی شروع کر دی ہے دعاؤں اور صدقوں سے قربانیوں۔ اور گریہ زاری سے اس نعمت کو حاصل کرنے کے لئے کوشش شروع کر دی ہے ہمکو امید ہے کہ ہم انشاء اللہ ضرور اس دارالابتلا سے نکلینگے

ہاں میں دور چلا گیا اسی بیماری کی وجہ سے حضور کو تبدیلی آب و ہوا کا مشورہ اطباء اور ڈاکٹروں نے دیا۔ اور اس غرض کے لئے ۳ مئی کا دن مقرر کیا گیا۔ ۳ مئی جمعہ کا دن تھا۔ صبح لوگ نہا دھو کر مسجد اقصیٰ میں جمعہ کے لئے چلے گئے۔

خطبہ جمعہ حضرت مولانا مولوی سید سرور شاہ صاحب قبلہ نے پڑھا۔ آپ نے اس خطبہ میں بھی حضرت کی علالت طبع کو ہماری ہی شامت اعمال کا نتیجہ بتایا اور اس نعمت کے حاصل کرنے کے لئے ہمکو ایک خاص کوشش

(باقی ملاحظہ ہو صفحہ ۸)

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی پرنٹر و پبلشر کے شائع ہوا

مکتوبات احمدیہ

حضرت سیٹھ عبدالرحمن صاحب کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ عنایت نامہ پہونچا یہ بھی خدا تعالےٰ کی آپ پر ایک رحمت ہے۔ کہ آپ نے میری اس نصیحت میں غفلت نہیں کی کہ خط برابر بھیجا جاوے۔ اور میں جس قدر خدا تعالےٰ کی عجیب اور خارق عادت فضلوں پر یقین رکھتا ہوں کاش کوئی ایسا طریق ہوتا کہ میں آپ کے دل میں ڈال سکتا۔ خدا تعالےٰ کے فضل اور رحمت اور قدرت کا تجربہ اگر ہو تو وہ اس حالت میں بھی انسان کو نومید نہیں کر سکتا۔ کہ جب انسان بظاہر نہ زندوں میں ہو۔ میں دیکھتا ہوں کہ دنیا کے اور اسباب سے سب امیدیں ہماری ٹوٹ چکی ہیں۔ لیکن جب تک ہم قبر میں داخل ہو جاویں۔ یہ امید ہماری ٹوٹنے کے قابل نہیں کہ ہمارا خدا وہ خدا ہے جو ہر ایک بات پر قادر ہے۔ انسان کی طبیعت کچھ ایسی واقع ہوئی ہے کہ وہ بھی چار تجربہ سے خواص الاشیاء پر یقین کر لیتا ہے مثلاً۔ دیکھتے ہیں کہ پانی ہمیشہ پیاس کو بجھاتا ہے اور روٹی ایک بھوکے انسان کو سیر کرتی ہے۔ کیسٹر آئل دست لاتا ہے سم الفار پوری خوراک پر ہلاک کرتا ہے۔ تو پھر خدا کے فضل اور رحم پر کیوں یقین نہ کریں جسکو ہم اپنی زندگی میں صدہا مرتبہ آزما چکے ہیں۔ پس سچ تو یہ ہے کہ **گھبراہٹ ضعف ایمان کے باعث ہوتی ہے**۔ اگر کسی کو یقین ہو کہ میرا ایک خدا ہے جو مجھے ہرگز ضائع نہیں کریگا تو ممکن ہی نہیں کہ وہ **غمگین ہو**۔ اور کیونکر غمگین ہو سکے انسان تو آدمی سے بھی تسلی پا کر غمگین نہیں ہوتا مثلاً اگر کسی کو لاکھ دو لاکھ روپیہ کی ضرورت پیش آوے۔ اور اس کے پاس ایک پیسہ نہیں۔ اور وہ فکر اور اندیشہ میں مر رہا ہو۔ اور کوئی رفیق نہیں تو غم سے ہلاک ہو جائیگا جس طرح **سید احمد خان** آخر ایک لاکھ روپیہ کے غم سے دنیا سے **کوچ کر گئے**۔ لیکن اگر ایسے مضطرب آدمی کو کوئی دولت مل جاوے جو ذات اکا بھروسہ یعنی ہنگی ہے یا چار ہے۔ اور وہ بہت دولت مند ہو اور وہ اسکو تسلی دے کہ غم نہ کر کچھ دیر کے بعد یہ تمام روپیہ میں ادا کر دونگا اور اس کو یقین آ جاوے کہ اب بلاشبہ اپنے وعدہ پر یہ شخص تمام روپیہ ادا کر دیگا۔ تو قبل پہونچنے روپیہ کے جس قدر کشاکش ہو رہی ہے وہ اس کی ایک نظر میں ایک معمولی امر ہو جائیگا۔ اور چہرہ پر افسردگی نہیں رہیگی ایسا ہی وہ شخص جو یقین رکھتا ہے کہ خدا تعالےٰ مجھے ضائع نہیں کریگا وہ بلاشبہ ضائع نہیں ہو گا۔

غم تب آتا ہے جب ایمان جاتا ہے

ایک تو بشریت کا غم ہے اس میں تو ایک حد تک انسان معذور ہوتا ہے جب کہ کسی کی موت پر غم آتا ہے اس میں تو انبیاء بھی شریک ہوتے ہیں جبکہ حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کی جدائی میں چالیس برس تک روتے رہے۔ وہ بشریت کا غم تھا۔ مگر ایک ضعف ایمان کا غم ہوتا ہے جیسا کہ کوئی نادان یہ غم کرے کہ اب میرا کیا حال ہوگا۔ کیونکہ مجھے روٹی اور کپڑا ملیگا عیال کا کیا حال ہوگا اس غم سے اگر انسان توبہ نکرے تو کافر ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اپنے رزاق کا منکر ہے دعا کا سلسلہ خوب سرگرمی سے جاری رہے ہر ایک ساعت خدا تعالےٰ کے فضل کی امید ہے۔ والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد ۱۷ جولائی ۱۹۰۲؁ء

دعائے محمود

۱۹۱۰ء کے سالانہ جلسہ پر حضرت اولوالعزم کی ایک نظم پڑھی گئی تھی جو دعا کے رنگ میں اور معاً اصلاح و تربیت کے اصولوں پر مبنی ہے۔ میں اسے آج پھر درج کرکے تذکیر کا کام کرتا ہوں۔ ایڈیٹر۔

کیا ہو جاؤ

عہد شکنی نہ کرو اہل وفا ہو جاؤ ۔ اہل شیطان نہ بنو اہل خدا ہو جاؤ
گرتے پڑتے درِ مولیٰ پہ رسا ہو جاؤ ۔ اور پروانہ کی مانند فدا ہو جاؤ
جو ہیں خالق سے خفا ان سے خفا ہو جاؤ ۔ جو ہیں اس در سے جدا ان سے جدا ہو جاؤ
حق کے پیاسوں کے لئے آب بقا ہو جاؤ ۔ خشک کھیتوں کیلئے کالی گھٹا ہو جاؤ
غنچہ دین کے لئے باد صبا ہو جاؤ ۔ کفر و بدعت کے لئے دستِ قضا ہو جاؤ
سرخ رو روبروئے داورِ محشر ہو جاؤ ۔ کاش تم حشر کے دن عہد برآ ہو جاؤ
بادشاہی کی تمنا نہ کرو تم ہرگز ۔ کوچہ یار یگانہ کے گدا ہو جاؤ
بحر عرفان میں تم غوطے لگاؤ پیہم ۔ بانیٔ کعبہ کی تم کاش دعا ہو جاؤ
وصل مولیٰ کے جو بھوکے ہیں انہیں سیر کرو ۔ وہ کرو کام کہ تم خوانِ ہدیٰ ہو جاؤ
قطب کا کام دو تم ظلمتِ تاریکی میں ۔ بھولے بھٹکوں کے لئے راہنما ہو جاؤ
پنبۂ مرہم کافور ہو تم زخموں پر ۔ دلِ بیمار کو درمان و دوا ہو جاؤ
طالبانِ رخ جاناں کو دکھاؤ دلبر ۔ عاشقوں کیلئے تم قبلہ نما ہو جاؤ
امر معروف کو تعویذ بناؤ جاں کا ۔ بیکسوں کے لئے تم عقدہ کشا ہو جاؤ
دم عیسیٰ سے بھی زیادہ ہو دعاؤں میں اثر ۔ ید بیضا ہو موسیٰ کے عصا ہو جاؤ
ماہ مولا میں جو مرتے ہیں وہی جیتے ہیں ۔ موت کے آنے سے پہلے ہی فنا ہو جاؤ

محضِ فضل و کرم وارثِ ایمان و ہدیٰ
عاشقِ احمد و محبوبِ خدا ہو جاؤ

صدائے بشیر

(حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے کی پیاری نظم)

اپنا غمخوار مجھکو جان اے دوست ۔ میرا کہنا کبھی تو مان اے دوست
درد دل سے کہونگا جو میں کہوں ۔ لغو اس کو کبھی نہ جان اے دوست
دل کو دنیا سے مت لگا تو دل ۔ چند روزہ ہے یہ جہان اے دوست
رکھ تو یاد خدا کہ پیری میں ۔ تجھکو رکھیگی یہ جوان اے دوست
گر خدا کی طرف جھکے گا تو ۔ وہ بھی خود ہوگا مہربان اے دوست
اس سے نکلیں گے بے بہا موتی ۔ ایسی اسلام کی ہے کان اے دوست
زہر قاتل ہے ایک بدظنی ۔ ہو کبھی بھی نہ بدگمان اے دوست
گالیاں سن کے ایسا ہو خاموش ۔ گویا منہ میں نہیں زبان اے دوست
دین سے تو ہوا ہے غافل کیوں ۔ اس پہ لگتا نہیں لگان اے دوست
کر لے جو کچھ کہ ہو سکے تجھ سے ۔ تیرے سر پہ ہے امتحان اے دوست
دین سے جو تجھے کرے غافل ۔ کہنا اس کا کبھی نہ مان اے دوست
لوٹ لے دین کا خزانہ تو ۔ کیونکہ غافل ہے سب جہان اے دوست
تجھ کو رکھنا ہے گر نشان اپنا ۔ خود مٹا اپنا تو نشان اے دوست
غم اٹھانے پڑیں گے گر رہنا ۔ چاہتا ہے تو شادمان اے دوست
اپنے دل میں جگہ خدا کو دے ۔ تا کہ جنت میں ہو مکان اے دوست
چاہتا ہے اگر کہ شان بڑھے ۔ چھوڑ دے اپنی آن بان اے دوست
کھانے پینے میں رہ نہ تو کھویا ۔ تجھ کو دینگے نہ قوت و نان اے دوست
تجھ پہ اللہ اپنا رحم کرے ۔ اور ہو تجھ پہ مہربان اے دوست
دل میں کر گیا ہے گھر احمد ۔ کیا ہے سادہ ترا بیان اے دوست

میں یہ کرتا دعا ہوں بالآخر
تیرا جنت میں ہو مکان اے دوست

معیارِ شرافت

جہالت کے زمانہ کے نشانات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ انسان خون اور ہڈی کے جھگڑوں میں مبتلا ہو۔ اور وجہ فضیلت و معیار شرافت کو ان باتوں میں محصور کرے جو انسان کے اندر کوئی خاص خوبی پیدا نہیں کر سکتی ہیں۔ اسلام نے دنیا میں اگر ماؤ شما کی بحث کو درمیان سے اڑا دیا اور وجہ تکریم و معیار تعظیم صرف تقویٰ قرار دیجو فرمایا۔

ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔

ابلیس اور آدم کے مقابلہ میں جو بحث پہلے مرحلہ پر پیش آئی وہ یہی تھی کہ ابلیس اپنی ناری پیدائش پر نازاں اور آدم کی طینی خلقت کو حقیر و ہیچ سمجھتا تھا۔ مگر اللہ تعالےٰ نے آدم کی فضیلت میں اس کے علم کو پیش کر کے بتا دیا کہ علوم الٰہی کا سچا متبع اور ماہر ہی عزت و تکریم کا مستحق ہے۔

غرض خدا تعالےٰ کے برگزیدہ نبیوں کی زبان پر شرافت کا معیار نہ دولت ہے نہ خزانہ اور نہ وہ علم جو کورانہ تقلید اور بے جا فخر کو پیدا کرے بلکہ تقویٰ اور وہ علم جو خشیت الٰہی کا دوسرا نام ہے اور جس کا مآل اور نتیجہ ہی تقوے اللہ ہے۔

اور یہ ایک ایسی قابلیت ہے کہ انسان اس کے ذریعہ دنیا میں ایک پاک روح پھونک سکتا ہے۔

مسلمانوں نے اس اصل کو کھو دیا وہ جاہلیت کی طرف گئے اور انکی زبانوں پر وہی دہیے۔ موچی۔ جلاہے وغیرہ کے الفاظ آگئے اپنے ہم جنسوں کے لئے خطاب حقارت بن گئے۔ حالانکہ انکو ایک سبق دیا گیا تھا کہ مومن باہم بھائی ہیں۔

انما المومنون اخوۃ

اس اخوۃ میں جو ایمانی امومت سے پیدا ہوتی ہے۔ سیاہ سفید کے تفرقہ کو مٹا دیا گیا تھا۔

جب تک مسلمانوں نے اس اصل کو زیر نظر رکھا۔ ان کی کامیابیاں یقینی اور ان کا اثر حکمی تھا۔ لیکن جب تقویٰ کے مقام سے گر گئے اور تقویٰ ان کا نصب العین نہ رہا تو ان کی پستی یقینی ہو گئی لیکن یورپ نے اس سبق کو اسلام سے سیکھا اور اپنا نصب العین بنایا۔ اگرچہ یورپ نے تقوے کو اپنا نصب العین نہیں بنایا مگر اپنے یہ ضرور کیا کہ خون اور ہڈی کی تکریم کے مقابلہ میں علم و عمل کو مدنظر رکھا۔

عہدوں کے عطا اور تفویض کاری میں انہوں نے ذات پات کے خیال کو چھوڑ کر قابلیت کا معیار قائم کیا۔

نپولین کی زندگی پر ایک تبصرہ نگار لکھتا ہے۔ کہ اسکی کامیابی کا راز اس ایک نکتہ میں مخفی تھا کہ وہ چھوٹوں کو بڑا بنا دیا کرتا تھا نپولین کہتا ہے کہ میں نے ایک کسان کے بیٹے کو مگر اس کی تربیت کی اور جب دیکھا کہ اس میں خدا داد قابلیت موجود ہیں تو اسکو سپہ سالار بنا دیا۔ یہ سچ ہے کہ میرا منشا یہی تھی کہ جماعت انسانی میں عام مساوات قائم کر دی جاوے اور ہر شخص سے وہ کام لیا جاوے جس کا وہ اہل ہے۔

میں نے بڑے بڑے منصب پر بھی کسی شخص کو بشرطیکہ اس میں لیاقت موجود ہو مقرر کرنے میں کبھی کسی اسباب کا خیال نہیں کیا کہ سوسائٹی میں اسکا درجہ کیا ہے۔

یہ تو دور کی بات ہے آج دنیا میں سب سے بڑی سلطنت (برطانیہ) کے مدبر اعظم اور دستور معظم جناب مسٹر لائیڈ جارج کے حقیقی چچا کا پیشہ کفش دوزی تھا اور اس کے جنازہ کے ساتھ بڑے بڑے امرا شامل تھے۔ گویا یورپ نے اسلام سے یہ سبق سیکھا اسلام کے زمانہ اول میں یہ تفاریق نہ تھیں۔ وہاں اس پر عمل ہوتا تھا کہ قابل اور متقی کے سپرد وہ امانت ہوتی تھی۔

جو دوسروں پہ حکومت یا بعض قضایا کے متعلق ہو لیکن ہندوستان کی آب و ہوا نے مسلمانوں کے طرز عمل کو بدل دیا

اور اس زمانہ میں ایک نئی مرض ڈگریوں کی پیدا ہوگئی ہے۔ ایک شخص اگر کوئی کام عمدگی کے ساتھ کر سکتا ہے اور بد قسمتی سے اس نے کسی یونیورسٹی کی ڈگری حاصل نہیں تو اس کی خدا داد قوتیں ان کے مقابل محض نکمی اور بیکار سمجھی جاتی ہیں۔

ضرورت ہے کہ مسلمانوں میں ان خیالات کی بیخ کنی ہو اور ہمیشہ وہ اپنے امور کے معاملہ میں ان باتوں کو مدنظر رکھیں جن میں اسلام کا حقیقی روح جلوہ گر ہو۔

خدا تعالے نے اس سلسلہ کو محض اس لئے قائم کیا ہے کہ یہ گم شدہ صداقت پر ظاہر ہو۔

یورپ آج جس اشتراکیت اور مساوات پر ناز کرتا ہے۔ تیرہ سو برس پہلے ان کی تعلیم اسلام نے دی تھی۔ انشاءاللہ العزیز اشتراکیت پر ایک دلچسپ سلسلہ الحکم کی آیندہ اشاعتوں میں قارئین کرام ملاحظہ کریں گے۔ وباللہ التوفیق ❊

مولودِ مسعود

الحکم کے احباب اس خبر کو نہایت خوشی کے ساتھ سنینگے۔ کہ خدا نے محض اپنے فضل وکرم سے ۳ مئی کی رات کو ایک بجے کے قریب ایڈیٹر الحکم کو دوہتا عطا فرمایا۔

اس سے پانچ ماہ قبل خدا تعالے نے اپنی غریب نوازی کے ساتھ ایڈیٹر الحکم کو نوازا اور ایک بیٹا اور ایک پوتا عطا کیا اللہم زد فزد۔ آج پھر فضل پر فضل ہوا

میں نے دیکھا ہے کہ ایڈیٹر الحکم ہمیشہ ایسے فضلوں کو دیکھ کر بے اختیار خدا کے حضور جھک جاتا ہے۔

میں ناظرین کرام سے استدعا کرتا ہوں کہ وہ ان بچوں کیلئے دعا کریں وہ نافع الناس ہوں خادم دین ہوں۔ اور ماں باپ کے لئے قرۃ العین ہوں۔ اور دین ودنیا میں عزت حاصل کریں اور لمبی عمریں پائیں۔ والسلام (محمود احمد)

اطلاع

حضرت خلیفۃ المسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام تبدیلی آب وہوا کے لئے تشریف لیگئے ہیں اور حضور نے جاتے ہوئے تھوڑی دیر پیشتر ایڈیٹر صاحب الحکم کو بھی لاہور تک جانے کا حکم دیا۔ اس لئے ان کے فوراً چلے جانے کی وجہ سے اخبار ۱۲ صفحہ پر شایع نہیں ہوسکا + اور آٹھ صفحے کا اخبار ہی وقت پر نکال دینا غنیمت سمجھا گیا امید ہے کہ احباب اس کمی کو خاص مجبوری خیال کرکے درگذر فرمائینگے +

مینیجر

رپورٹ آمدہ از لاہور

سفر اللہ کے فضل سے آرام سے طے ہوا۔ حضور پہلے پالکی میں سوار تھے مگر پھر گاڑی میں سوار ہو کر بٹالہ سٹیشن تک آئے رات کو سٹیشن پر قیام فرمایا الحمد للہ رات آرام سے گذری۔

اس وقت کہ دن کے بارہ بجے ہیں۔ حضرت کی طبیعت اچھی ہے سوائے معمولی ضعف کے شکایت کوئی نہیں۔ کراچی نہ جانے کا فیصلہ ہوگیا ہے۔ اب اور کس جگہ تشریف لے جائینگے۔ اس کا فیصلہ نہیں ہوا۔ احباب التزاماً اپنے آقا ومحسن کے لئے دعاؤں میں مصروف رہیں ❊ (ایڈیٹر)

ایک خوشی کی خبر اس سال بی۔ٹی کلاس کے امتحان میں دو احمدی شامل ہوئے۔ الحمد للہ وہ دونوں کامیاب ہو گئے۔ ایک ان میں سے مسٹر محمد شفیع احمدی بی اے ہیں جو ۲۸۷ نمبر پر کامیاب ہوئے دوسرے ماسٹر قادر بخش صاحب جو سلسلہ کے پرانے مخلص ہیں۔ کے صاحبزادے مسٹر رحیم بخش صاحب ایم اے ہیں جنہوں نے ۲۸۹ نمبر حاصل کئے ہیں اللہ تعالیٰ انکی کامیابی سلسلہ کے لئے مبارک کرے ❊

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی در نایاب تحریریں

فلسفہ اخلاق
خلاصہ مضمون

اقسام توحید

خلاصہ کلام یہ ہے کہ توحید تین قسم پر ہے۔ توحید فی ذات اللہ و صفات اللہ۔ توحید بہ تخلق اخلاق اللہ۔ توحید بہ شہود

توحید فی ذات اللہ تب متحقق ہوتی ہے کہ جب تمام الٰہ باطلہ کو لائے نافیہ کے نیچے داخل کرے یعنی لا الہ الا اللہ کے مضمون کا قایل ہو۔ اور اسی کی ضمن میں توحید فی صفات اللہ متحقق ہو جاتی ہے۔ کیونکہ نفی الوہیت سے صفات الوہیت کی نفی بھی لازم آتی ہے۔ پھر زیادہ تشریح اسکی کلمہ وحدہ لا شریک میں ہے۔ جس کے یہ معنے ہیں کہ کسی نوع کا شریک خدا کے لئے لازم نہیں۔ یہ تو توحید علمی ہے۔ اور توحید عملی یعنے عمل باخلاق اللہ تب متحقق ہوتی ہے۔ کہ جب ہر ایک فعل اس سے بہ تبعیت اخلاق الٰہی صادر ہو یعنے افعال اس کے مرضیات اللہ میں ایسے محو ہوں۔ جو اخلاق الٰہی کے اظلال اور آثار ہو جائیں اور یہ حالت اس وقت صورت پذیر ہو سکتی ہے کہ جب اخلاق بندہ کے حق اور حکمت پر مبنی ہوں۔ کیونکہ خدا کے اخلاق حق اور حکمت پر مبنی ہیں اور جب التزام حق کا لازم آیا تو وہی اخلاق ذریعہ توحید کا ٹھیریں گے کہ جو حق اور حکمت پر مبنی ہوں یا اقسام توحید کے تفصیل ذیل ہیں۔

۱ توحید اعتقادی۔ ۲ توحید فی العبادت۔ ۳ توحید اخلاقی شہودی۔

توحید اعتقادی ظاہر ہے توحید فی العبادت یہ ہے۔ کہ عبادت میں خدا تعالیٰ کا کوئی شریک نہ ٹھہرا دیں۔ توحید اخلاقی یہ ہے کہ جو ہر فعل بہ تبعیت اخلاق الٰہی صادر ہو اور اسی کا ظل اور سایہ ہو۔ توحید شہودی یہ ہے جو یہ شہود ہستی حقیقی اور عظمت حقیقی باری تعالیٰ صحن قلب کو غیر اللہ سے بالکل خالی کیا جاوے۔

فایدہ

شرک تین قسم پر ہے۔ ایک بہت ظاہر اور بدیہی اور وہ جو بلا تعلق اور بلا واسطہ دوسری چیزوں کے خدا کا شریک قرار دینا۔ دوسرا شرک وہ ہے۔ جو ظاہر اور بدیہی نہیں بلکہ نظر اور فکر سے معلوم ہوتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جن چیزوں کو افعال الٰہی سے بظاہر مشارکت پائی جاتی ہے ان سے بھی منہ پھیر کر فاعل حقیقی ایک خدا کی ذات کو سمجھنا۔ یعنے اسباب سے مسبب کی طرف رجوع کرنا

تیسری قسم شرک کی یہ ہے کہ اگرچہ نظر اور فکر کو اس کے دریافت نہیں ہو سکتا بلکہ اس کے ساتھ تزکیہ نفس کا شرط ہے جو کمال محبت سے حاصل ہوتا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ جو بجز وجود باری تعالے کے اور تمام وجودوں کو نیست اور نابود سمجھا جاوے۔ اور اسی شرک کے دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا قد افلح من زکیہا۔

کیونکہ تزکیہ تام بغیر محبت کے نہیں ہو سکتا سو یہ ایک محبت تام کی طرف اشارہ ہے ؞

درخواست دعا

عزیز ابراہیم علی جو آج کل فیلڈ سروس سوچ کارہ میں مقیم ہے۔ احباب مخلصانہ سے دعا کی درخواست کرتا ہے۔ امید ہے کہ محبان الحکم اپنے خادم کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں گے ؞

معارف القرآن

قرآن مجید کے اسماء کے اظہار وبیان میں وعدہ کیا تھا کہ آئندہ قرآن مجید کے رسم قرآن پر انشاءاللہ بحث کی جائیگی۔ قرآن مجید کا مشہور نیز حقیقی نام قرآن ہے اور خود قرآن مجید میں کم و بیش ساٹھ مرتبہ یہ نام آیا ہے چنانچہ چند مقامات حسب ذیل ہیں

(۱) انہ لقران کریم (واقعہ) بے شک یہ کتاب قرآن کریم ہے

(۲) بل ھو قران مجید (بروج) بلکہ یہ کتاب قرآن مجید ہے۔

(۳) ان ھذا القران یھدی للتی ھی اقوم (بنی اسرائیل) بیشک یہ قرآن کریم اس بات کی ہدایت کرتا ہے۔ جو بہت سیدھی ہے

اسی طرح پر اور بہت سے مقامات پر قرآن کریم کا نام قرآن بیان کیا گیا ہے اور عام طور پر مسلمان بلکہ ان کے سوا غیر مذاہب کے لوگ بھی یہ جانتے ہیں کہ مسلمانوں کی مذہبی کتاب کا نام قرآن ہے

قرآن مجید کے اس نام پر ریونڈ جارج سیل نے اپنے ترجمہ قرآن کریم بزبان انگریزی کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ لفظ قران مجید کا نام عبرانی ہے۔ یہود چونکہ نحمیاہ نبی کی کتاب کو قرہ یا مقرا کہتے تھے پھر مجموعہ تورات کو اسی لفظ سے قرآن بنایا گیا۔ مگر جارج سیل صاحب کی اس عجیب تحقیقات کا ایک ہی لفظ سے رد ہو جاتا ہے کہ قراہ یا مقرا کے معنے پڑھنے کے ہیں تو عربی زبان میں اس کے لفظ قرأت موجود ہے تو بجائے قرآن کے اس کا نام قرادہ ہوتا۔ اگر وہ مجموعہ تورات کے نام پر موسوم کیا گیا ہوتا؛

عربی زبان کے ائمہ لغت میں لفظ قرآن کی تحقیق کے متعلق اختلاف ہوا ہے مجھے کچھ ضرورت نہیں کہ ائمہ لغت کی باریک بحثوں میں پڑوں۔ مگر یہ ایک قدر مشترک کے طور پر مانا گیا ہے لفظ قرآن ایک علمیت اپنے اندر رکھتا ہے اور اس علم کی حقیقت لغوی معنوں سے بھی ثابت ہے امام اشعری کی تحقیقات یہ ہے کہ قرآن قرن سے مشتق ہے قرن کے لغوی معنے ملانے کے ہیں چونکہ قرآن مجید سور۔ آیات۔ حروف کو ملاتا ہے اس لئے یہ نام رکھا گیا ہے۔

یہ حقیقت ایک حد تک درست اور توضیح طلب ہے اس سے قرآن مجید کی ترتیب کے محکم اور صحیح اسلوب پر ہونے کا انباط ہوتا ہے اور یہ بالکل سچ ہے کہ بعض لوگ جو اپنی کوتاہ علمی کی وجہ سے کہتے ہیں کہ قرآن مجید کی آیات میں کوئی ربط اور ترتیب نہیں۔ انکو اس سے ملزم کیا جا سکتا ہے۔ قرآن کریم کا نام ہی ان کے اس خیال باطل کی تردید کرتا ہے اس خود ترتیب کے نظام محکم کی طرف اشارہ ہے

ایک اور امام فراز کہتے ہیں کہ قرآن قرائن سے ماخوذ ہے قرائن۔ قرینہ کی جمع ہے۔ جس کے معنے دلیل اور مشبہ کے ہیں چونکہ قرآن مجید کی ہر آیت دوسری آیت کی مفسر اور دلیل ہے اور قران کریم کی آیات میں باہم ایک مشابہت ہے۔ لہذا وہ قرآن کہلاتا ہے یہ صداقت بھی اپنے رنگ میں ایک بزرگ صداقت ہے قرآن مجید کی آیات میں باہم ربط کے علاوہ مشابہت عام طور پر پائی جاتی ہے اور قرآنی نظام خدا تعالےٰ کی فعلی کتاب سے بھی ایک مشابہت اور مطابقت رکھتا ہے قرآن مجید نے خود اپنے آپ کو کتابا متشابھا فرمایا ہے۔ اور یہ بھی بالکل عیاں ہے کہ قرآن مجید کا اسلوب بیان معقول اور مدلل ہے۔ بلکہ اسکو تمام دوسری کتابوں پر یہ فضیلت حاصل ہے۔ کہ وہ آپ ہی دعویٰ بیان کرتا ہے۔ اور آپ ہی اسکے دلائل کو بیان کرتا ہے کوئی تعلیم۔ کوئی اصول خواہ وہ انسانی زندگی کے کسی حصہ کے متعلق ہو قرآن مجید نے ایسا بیان نہیں کیا جسکے کھلے کھلے دلائل اس نے آپ نہ دئے ہوں۔ وہ دوسروں کے دلائل کا محتاج نہیں کسی اور کے سہارے پر کھڑا نہیں۔ بلکہ

وہ اپنے ماننے والوں کو دلائل سے مستغنی کر دیتا ہے

(باقی دارد)

کرنے کی ترغیب دی جمعہ کے بعد جب کہ سخت گرمی تھی احباب اس مقدس چہرہ کو دیکھنے کے لئے پروانوں کی طرح بیقراری کیساتھ جمع ہو رہے تھے۔ وہ وہ نازک چہرے جو کہ ایک منٹ اس دھوپ کی شدت میں کھڑا رہنا برداشت نہیں کر سکتے تھے بڑے آرام کے ساتھ جمے کھڑے تھے ان کا شوق انکو بیقرار کر رہا تھا۔ اور انکی آنکھیں اس راستے کی طرف لگی ہوئی تھیں جن میں سے حضرت صاحب کے آنے کا گمان تھا۔ مگر تھوڑی دیر کے بعد جب احباب کو یہ معلوم ہوا کہ حضرت صاحب کی روانگی عصر کے بعد ہے تو یہ مجمع منتشر ہو گیا۔ عصر کی نماز کے بعد پھر فوراً ہی احباب جمع ہو گئے چھوٹی مسجد کے دروازے سے لیکر شیخ عبد الرحمان صاحب قادیانی کی دوکان تک بہت بڑا مجمع تھا۔ کندھے سے کندھا چھلتا تھا۔ اور ایک دوسرے پر گرا پڑتا تھا بے اختیار آنکھیں حضرت کی انتظار میں دروازوں کی طرف لگی ہوئیں تھیں۔ بعض لوگ دھوپ کی وجہ سے ماتھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے دروازے کی طرف دیکھ رہے تھے۔ کہ اچانک علامہ سید سرور شاہ صاحب حضرت صاحب کی خدمت میں سے تشریف لائے دور کے لوگوں نے سمجھا کہ حضرت آ گئے سب سمٹ کر اکٹھے ہو گئے۔

مولانا شیخ اسمٰعیل صاحب سرساوی نے دوکان کی پر کھڑے ہو کر فرمایا کہ حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ چونکہ مجھکو تکلیف ہے اس لئے کوئی شخص میرے قریب نہ آوے۔ جب میں آرام سے بیٹھ جاؤں اور طبیعت درست ہو جائے۔ اس وقت جب کہوں تو میرے نزدیک آؤ تمہارے مصافحے ہو جاوینگے۔ اگر پھر بھی طبیعت درست نہ ہوئی اور میں منع کر دوں۔ تو کوئی شخص میرے قریب نہ آوے۔ اس اعلان کو سن لینے کے بعد طبیعتیں کچھ ملول سی ہو گئیں۔ کیونکہ اتنے دنوں کے بعد یہ شرف حاصل ہونے والا تھا۔ اور اب اس سے بھی محروم ہوتے نظر آتے تھے سب پھر اپنی اپنی جگہ کھڑے ہو گئے آخر اسباب گڈھے پر لاد دیا گیا اور وہ روانہ ہو گیا اس کے بعد پالکی اٹھا کر مسجد مبارک کے دروازے کے آگے رکھدی گئی اب لوگوں کا انتظار اور بھی بڑھ گیا۔ اور سب احباب پالکی کے ارد گرد جمع ہو گئے کہ پھر مولینا سید سرور شاہ صاحب جو اب پھر کسی غرض کے لئے حضرت کی خدمت میں گئے ہوئے تھے۔ جب آئے تو آپ نے دیکھا کہ لوگ وارفتہ ہو رہے ہیں آپ نے مسجد مبارک کی سیڑھیوں میں اوپر ہی سے کھڑے ہو کر پھر پہلے اعلان کو سنایا۔ احباب الامر فوق الادب سمجھکر فوراً پیچھے ہٹ گئے ؞

تھوڑی دیر کے بعد حضرت امیر المومنین چھوٹی مسجد میں سے تشریف لے آئے فوراً آپ کا تشریف لانا یوں معلوم ہوتا تھا کہ بادل پھٹ گئے اور سورج نکل آیا۔ حضور نے علامہ سید سرور شاہ صاحب اور مولوی عبد الرحمن صاحب کے کندھے پر ہاتھ رکھا ہوا تھا۔ خراماں خراماں سیڑھیوں سے نیچے اتر آئے۔ پالکی میں حضور لیٹ گئے دور سے احباب حضور کے چہرہ کو دیکھ رہے تھے اور حکم کی تعمیل میں کوئی شخص آگے ہونے کی جرأت نہ کرتا تھا حضرت صاحب نے ماسٹر عبد الرحیم صاحب کی معرفت جماعت کو تین پیغام دیئے۔ ماسٹر صاحب نے کہا کہ حضرت امیر المومنین فرماتے ہیں کہ (۱) میں سنتا ہوں کہ تم لوگ آپس میں لڑتے جھگڑتے ہو اس کو چھوڑ دو اپنی اصلاح کرو (۲) حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرے بعد مولوی شیر علی صاحب امیر ہونگے ان کی پوری اطاعت کرنا (۳) السلام علیکم ؞

وعلیکم السلام کا نعرہ بلند ہوا۔ پالکی اٹھائی گئی تمام احباب حضور کی پالکی کے پیچھے چلنے لگے۔ تھوڑی دور تک ساتھ گئے

قادیان سے حضور علیہ السلام لاہور تشریف لے گئے ہیں وہاں جانے کے بعد معلوم ہو گا کہ حضور کس جگہ تشریف لے جاوینگے ؞